السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اس شخص کے بارے میں حکم جو یہ کہے کہ عیسی علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے نہ وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اس شخص کے بارے میں حکم جو یہ کہے کہ عیسی علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے نہ وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے

الحمد للہ رب العالمین ' والعاقبة للمتقین ' والصلوۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ وخیرتہ من خلقہ محمد بن عبداللہ ' وعلی آلہ وصحبہ ' ومن سار سیرتہ واہتدي بہداہ الی یوم الدین _ اما بعد :

میرے پاس دینی بھائی مولانا منظور احمد مہتمم جامعہ عربیہ چنیوٹ پاکستان کے دستخط سے درج ذیل سوال آیا ہے :

''حضرات علماء کرام حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات اوران کے جسد عنصری شریف کے ساتھ آسمان پ رفع اورپھر قرب قیامت آسمان سے زمین پر نزول کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ، حضرت عیسیٰ کا نزول تو اشراط قیامت میں سے ہے ، اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو ان کے قرب قیامت نزول کا انکار کرے اور یہ دعوی کرے کہ انہیں پھانسی پر تو لٹکا دیا گیا تھا لیکن وہ اس سے فوت نہیں ہوئے بلکہ کشمیر ہجرت کر گئے تھے اورپھر کشمیر میں طویل عرصہ تک زندہ رہنے کے بعد طبعی موت سے فوت ہوئے اورقیامت سے پہلے حضرت عیسی نازل نہیں ہوں گے بلکہ وہ ان کا مثیل ہوگا ، براہ کرم فتوی سے سرفراز فرمائیے ، اللہ تعالی آپ کو اجر وثواب سے نوازے گا ۔''

الجواب : وباللہ المستعان ' وعلیہ التکلان ' ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ((

کتاب وسنت کے بے شمار دلائل سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالی کے بندے حضرت عیسی ابن مریم علیہ الصلوۃ والسلام کو ان کی روح اور جسم کو اکٹھا ہی آسمان پر اٹھالیا گیا تھا ، آپ فوت ہوئے نہ قتل اور نہ پھانسی دیئے گئے ، آپ آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے ، دجال کو قتل کریں گے ، صلیب کو توڑ دیں گے ، خنزیر کو قتل کریں گے ، جزیہ ختم کر دیں گے اور صرف اسلام ہی قبول کریں گے اور یہ ثابت ہے کہ آپ کا نزول اشراط قیامت میں سے ہے ، ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے ، اس پر ان تمام علماء اسلام کا اجماع ہے ، جن کے اقوال پر اعتماد کیا جاتا ہے ، ہاں البتہ ان کا اللہ تعالی کے حسب ذیل ارشاد گرامی میں مذکور ''توفی '' کے معنی میں اختلاف ہے :

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ (آل عمران ۳/۵۵)

''اس وقت اللہ تعالی نے فرمایا کہ عیسی میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا ۔''

اس سلسلہ میں کئی اقوال ہیں جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ اس مراد وفات (موت) ہے کیونکہ جو شخص باقی دلائل پر غور نہ کرے اس کے سامنے اس آیت کے بظاہر یہی معنی ہیں اورپھر اسی لئے بھی کہ اس معنی میں یہ لفظ قرآن مجید میں کئی بار استعمال بھی ہوا ہے مثلا :

قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ (السجدۃ ۳۲/۱۱)

''کہہ دو کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے ۔''

اور ارشاد باری تعالی ہے :

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ (الانفال ۸/۵۰)

''اور کاش اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں ۔''

اسی طرح کچھ اور آیات بھی ہیں جن میں ''توفی '' کا لفظ موت کے معنی میں استعمال ہوا ہے تو اس معنی کے اعتبار سے آیت میں تقدیم وتاخیر ہے ۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ''توفی '' کے معنی قبض کرنے کے ہیں ، حافظ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ائمہ سلف کی ایک جماعت سے یہ معنی بیان کئے ہیں اور خود انہوں نے بھی اسی قول کو پسند کیا اور دیگر اقوال پر اسے ترجیح دی ہے تو اس

قول کے اعتبار سے آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ''اے عیسیٰ! میں تجھے عالم ارض سے قبض کر کے عالم آسمان تک پہنچانے والا ہوں جب کہ تو زندہ ہو گا اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔'' چنانچہ عرب اسی معنی میں اس لفظ ''کو استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں توفیت مالی من فلان یعنی ''فلاں شخص سے میں نے اپنا سارا مال قبضہ میں لے لیا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وفات نیند ہے کیونکہ نیند کو بھی وفات کہا جاتا ہے اور دلائل سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہم السلام فوت نہیں ہوئے لہذا واجب ہے کہ آیت کو وفات نیند پر محمول کیا جائے تاکہ تمام دلائل :میں تطبیق ہو سکے، وفات کے نیند کے معنی میں استعمال کی مثال حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَہُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ (الانعام ٦/٦٠)

''اور وہی تو ہے جو رات کو (سونے کی حالت میں) تمہاری روح قبض کر لیتا ہے۔''

:اور فرمایا

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى (الزمر ٣٩/٤٢)

اللہ لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو مرے نہیں (ان کی روحیں) سوتے میں (قبض کر لیتا ہے پھر جن پر موت کا حکم کر چکتا ہے، ان کو روک رکھتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لئے'' ''چھوڑ دیتا ہے۔

پہلے قول کی نسبت آخری دو قول قابل ترجیح ہیں، بہر حال حق بات یہ ہے جو ناقابل تردید دلائل و براہین سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا گیا تھا لہذا وہ فوت نہیں ہوئے بلکہ ابھی تک آسمانوں میں زندہ ہیں، آخر زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے اور ان امور کو سرانجام دیں گے جو ان کے سپرد کئے جائیں گے، جیسا کہ اس کی تفصیل ہمیں حضرت محمد ﷺ کی صحیح احادیث سے ملتی ہے۔

اس کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وہ موت طاری ہو گی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے لکھ رکھی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ آیت میں مذکورہ لفظ ''توفی'' کی موت سے تفسیر کرنا ایک ضعیف اور مرجوح قول ہے اور اگر اس قول کو صحیح !فرض بھی کر لیا جائے تو موت سے مراد وہ موت ہو گی جو آسمانوں سے نزول کے بعد ان پر وارد ہو گی اور آیت میں تقدیم و تاخیر ہے کیونکہ حرف واو ترتیب کا متقاضی نہیں ہوتا جیسا کہ اہل علم نے اسے بیان کیا ہے، واللہ الموفق

جو شخص یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا یا پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا تو قرآن مجید بڑی صراحت کے ساتھ اس قول کی تردید کرتے ہوئے اسے باطل قرار دیتا ہے، اسی طرح اس شخص کا قول جو یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمانوں پر نہیں اٹھایا گیا بلکہ وہ کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے تھے، وہاں عرصہ دراز تک رہے اور پھر وہاں طبعی موت فوت ہو گئے تھے لہذا وہ قیامت سے پہلے نازل نہیں ہوں گے بلکہ نازل ہونے والی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل کوئی دوسری شخصیت ہو گی تو یہ قول بھی بالکل باطل ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر افتراء اور کذب ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام اس وقت تک تو نازل نہیں ہوئے لیکن وہ زمانہ مستقبل میں ضرور نازل ہوں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی خبر دی ہے۔ مذکورہ تفصیل سے سائل اور دیگر لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جو شخص یہ کہے کہ حضرت مسیحؑ کو قتل کر دیا یا پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا یا کہے کہ وہ کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے اور وہاں طبعی موت فوت ہو گئے تھے اور آسمانوں پر نہیں اٹھائے گئے یا یہ کہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمانوں سے نازل ہو چکے ہیں یا یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ نہیں بلکہ ان جیسی کوئی اور شخصیت آسمانوں سے نازل ہو گی تو وہ اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازی کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تکذیب کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تکذیب کرے، وہ کافر ہے۔ واجب یہ ہے کہ اس سے ان اقوال سے توبہ کروائی جائے اور کتاب و سنت کے دلائل کی روشنی میں اس کے سامنے مسئلہ کو واضح کیا جائے، اگر وہ توبہ کر کے حق کی طرف رجوع کرے تو بہت خوب ورنہ اسے کافر قرار دیتے ہوئے قتل کر دیا جائے گا۔ اس مسئلہ سے متعلق دلائل بہت زیادہ بھی ہیں اور مشہور و معروف بھی ہیں مثلاً اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے

:حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں سورہ نساء میں فرمایا

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ١٥٧ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (النساء ٤/١٥٧-١٥٨)

اور انہوں نے عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو ان کی سی صورت معلوم ہوئی اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ ان کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور پیروی ظن کے سوا ان کو'' ''اس کا مطلق علم نہیں اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

اسی طرح متواتر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام ایک حاکم عادل کی حیثیت سے آخر زمانہ میں نازل ہوں گے مسیح ضلالت (دجال) کو قتل کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور صرف اسلام قبول کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ متواتر احادیث ہیں جو قطعی طور پر صحیح ہیں، علماء اسلام کا ان کی قبولیت اور ان کے ساتھ ایمان پر اجماع ہے جیسا کہ کتب عقائد میں مذکور ہے۔ اگر کوئی شخص ان کا یہ کہتے ہوئے انکار کرے کہ یہ اخبار آحاد ہیں، ان سے قطعی علم حاصل نہیں ہوتا، یا ان کی یہ طویل کرے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آخر زمانہ میں لوگ حضرت مسیح علیہ السلام جیسے اخلاق رحمت و شفقت کو اختیار کر لیں گے تو یہ اقوال بالکل باطل، اسلام کے عقیدہ کے خلاف، بلکہ شریعت کی ثابت شدہ اور متواتر نصوص کے صریحاً خلاف، شریعت بیضاء پر ظلم، اسلام اور پیغمبر معصوم علیہ الصلوۃ والسلام کی احادیث کے خلاف بدترین جرات، ظن اور خواہش نفس سے فیصلہ اور جادہ حق و ہدایت سے خروج کے مترادف ہیں۔ ایسا اقدام کوئی ایسا شخص نہیں کر سکتا جس کا ایمان صادق ہو، علم شریعت میں رسوخ حاصل ہو اور جس کے دل میں شریعت کے احکام اور نصوص کی تعظیم ہو۔ اس طرح یہ کہنا کہ حضرت مسیح سے متعلق احادیث اخبار آحاد ہیں جو علم قطعی کا فائدہ نہیں بخشتیں تو یہ بھی ایک بالکل فاسد قول ہے کیونکہ یہ احادیث بہت زیادہ ہیں۔ کتب صحاح، سنن اور مسانید میں مختلف سندوں اور متعدد مخارج کے ساتھ موجود ہیں اور تواتر کی شرائط پر پوری اترتی ہیں، جس شخص میں شریعت کے بارے میں ادنی سی بھی بصیرت ہو وہ انہیں نظر انداز نہیں کر سکتا اور نہ انہیں ناقابل اعتماد قرار دے سکتا ہے اور اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ یہ اخبار آحاد ہیں تو تمام اخبار آحاد کے بارے میں تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مفید علم قطعی نہیں ہیں بلکہ صحیح بات یہ ہے، جیسا کہ محقق اہل علم کا یہ قول ہے کہ اخبار آحاد کی سندیں جب متعدد اور صحیح ہوں اور ان کے خلاف صحیح احادیث موجود نہ ہوں تو وہ مفید علم قطعی ہوں گی۔ لہذا اس اعتبار سے جب ہم اس موضوع کی احادیث کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ قطعی طور پر صحیح ہیں، کی سندیں متعدد ہیں اور ان کے خلاف صحیح احادیث بھی نہیں ہیں تو یہ مفید علم قطعی ہیں خواہ ہم انہیں اخبار آحاد کا نام دیں یا یہ کہیں کہ احادیث متواتر ہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ شبہ بالکل باطل ہے اور اس کا قائل جادہ حق و صواب سے دور ہٹا ہوا ہے اور اس بدتر اور زیادہ باطل قول اس شخص کا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کی مخالفت کی جرات کرتے ہوئے مذکورہ بالا آیات و احادیث کی غلط تاویل کرتا ہے۔ اس شخص

نے ایک طرف تو نصوص کتاب وسنت کی تکذیب کی ،انہیں باطل قرار دیا اوردوسری طرف اس کا ان باتوں پر ایمان بھی نہیں ہے جوان نصوص سے ثابت ہیں یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول ،لوگوں میں عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کرنا ، دجال کو قتل کرنا اوروہ دیگر امور جوان احادیث میں مذکور ہیں ۔ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی طرف جوامت کے سب سے زیادہ ہمدرداور خیر خواہ تھے اوراللہ تعالی کی شریعت کو سب سے بڑھ کر جاننے والے تھے ، دجل وتلبیس کو بھی منسوب کیا ہے ،اس کی بات سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معاذاللہ آپؐ کا ارادہ کچھ اور تھا لیکن آپ ﷺ کا کلام اور آپ ﷺ کے الفاظ بظاہر کچھ اورہیں گویا نعوذباللہ آپؐ نے امت کے سامنے افتراء کذب اوردھوکا پر مبنی الفاظ استعمال کئے ،ایسی سوچ اور فکر سے اللہ کی پناہ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا مقام ومرتبہ اس سے کہیں بلند وبالااورارفع واعلی ہے کہ آپؐ کی ذات گرامی کی طرف کوئی ایسی گھٹیا بات منسوب کی جائے ، یہ قول توان ملحدین کے قول سے مشابہت رکھتا ہے جویہ کہتے ہیں کہ عوام کی مصلحت کی خاطر انبیاء کرام علیہم السلام دجل وتلبیس سے کام لیتے رہے کہ انہوں نے جوکچھ بظاہر کہا ، درحقیقت وہ ان کا مقصود نہ تھا ۔ اہل علم وایمان نے الحمد اللہ ایسے ملحدین کی تردید میں خوب لکھا ہے اوردلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ کے ساتھ ان کی ان لغو باتوں کو باطل قرار دیا ہے ۔ ہم دلوں کی کجی ،امورکے التباس ،گمراہ کن فتنوں اورشیطان کے وسوسوں سے اللہ تعالی سے پناہ مانگتے ہیں اورہم اللہ عزوجل کی بارگاہ قدس میں دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اورتمام مسلمانوں کو خواہش نفس اورشیطان کی اطاعت سے محفوظ رکھے ، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے اوراللہ تعالی بزرگ وبرتر کے سوا کوئی نیکی کی توفیق عطا کرسکتا ہے نہ برائی سے بچاسکتا ہے ۔ امید ہے ہم نے جوکچھ ذکر کیا اس میں سائل کے لئے تشفی کا سامان بھی ہوگا اورحق کی وضاحت بھی ۔

والحمدللہ رب العالمین ٫وصلی اللہ وسلم علی عبدہ ورسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

[فتاوی مکیہ]